# سرائیکی زبان وادب: ایک تاریخ (ایک جائزہ)

ڈاکٹر خالد اقبال*

**Abstract:**

Saraiki is a beautiful language of area in the north of Pakistan. Saraiki language and literature history and review is research work by Dr. Maqbool Gillani. This article highlights the importance of this book and particularly its literary history aspects.The present article is a critical analysis of Dr Maqbool, Gillani research oriented book Saraiki language and literature.

ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کی کتاب ''سرائیکی زبان وادب'' ایک تاریخ، ایک جائزہ، اُن کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا پہلا باب ہے۔اس مقالے کے پہلے باب کے صفحات 5 تا85 میں سرائیکی زبان کی وجہ تسمیہ، آغاز و ارتقاء، سرائیکی زبان کا تاریخی پس منظر، وادی سندھ میں ملتان کی حیثیت، سرائیکی زبان کے اوصاف ومحاسن اور سرائیکی ادب، اس وسعت کے حوالے سے ہیں۔اپنے مندرجہ بالا موضوعات کے تناظر میں یہ کتاب سرائیکی ادب کی مختصر تاریخ ہے۔جس میں سرائیکی زبان کے دینی ادب کا مربوط تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کے سرائیکی زبان وادب بارے تحقیقی جائزہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں دینی ادب بارے بنیادی معلومات مہیا کردی گئی ہیں۔سرائیکی دینی ادب، منثور دینی ادب، سرائیکی زبان میں سیرت نگاری، سرائیکی ادب تاریخ آگے نہیں بڑھ سکتی۔یہ حقیقت بہت واضح ہے کہ ہر قوم کے ادب کی تاریخ کا ابتدائی حصہ مذہبیات کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔''سرائیکی زبان وادب ایک تاریخ، ایک جائزہ میں مذہبی شجرے بارے ٹھوس تحقیق نمایاں پہلو ہے۔سرائیکی ادب کے نثری دینی ادب کے جائزہ کے ساتھ ساتھ، منظوم دینی ادب، سرائیکی مرثیہ، صوفیانہ شاعری بارے تحقیقی معلومات، عام روایت سے ہٹ کر ہیں۔یہ کتاب اگرچہ سرائیکی ادب کی تاریخ کا مکمل احاطہ نہیں کرتی مگر سرائیکی ادب کے دینی ادب کے پہلو سے بہت اہمیت کی حامل تحقیق ہے۔

* پروگرام منیجر، ریڈیو پاکستان، ملتان۔

ادب کی تاریخ ہمہ گیر موضوع ہے جس کا دائرہ تخلیق، تخلیق کار، اس کا عہد اور زمانے کے مذہبی ،سیاسی، سماجی، تہذیبی، تمدنی اور فکری عمل کا تحقیقی تنقیدی جائزہ اور تجزیہ کرنا ہوتا ہے جس سے کسی خاص عہد کے رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تاریخ نویسی کے عمل سے اس بات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ کسی زبان اور قوم کے ادب کی اصناف میں موضوعی اور ہیئتی تبدیلیوں کے محرکات کیا ہیں؟ تاریخ نویسی کے دیگر لوازمات میں سے تحقیق بنیادی اصول ہے۔ تحقیق جو کہ حق اور سچ کی دریافت کا عمل ہے ہر تحقیقی عمل مسلمہ، مصدقہ اور متفقہ ہوتا ہے۔اس لئے محقق کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ حق اور سچ کا ساتھ دے۔اس کی تنقید میں توازن ضروری ہے۔

ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کی یہ کتاب اپنے تحقیقی زاویے سے درج ذیل خوبیاں رکھتی ہے۔

☆ عیسوی، ہجری سنین کی درستی وتعین کی کاوش کی گئی ہے۔

☆ سرائیکی دینی ادب کا جائزہ اور مختلف ادوار کی تقسیم وتعین کیا گیا ہے۔

☆ مُصنفین کی تصانیف کا حوالہ دیا گیا ہے۔

☆ بے جا تفصیلات بیان کرنے کی بجائے اجمالی جائزہ اور اشارات پر انحصار کیا گیا ہے۔

☆ ہر ممکن غیر جانبداری برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆ یہ کتاب سرائیکی ادب کے دینی پہلو کا ایک مکمل تحقیقی منظر نامہ ہے۔

یہ کتاب مستقبل میں، سرائیکی زبان وادب کی مربوط و مفصل ادبی تاریخ لکھنے والے مورخین کیلئے بنیادی مآخذ و مستند حوالہ ہے۔

اس کتاب میں اختصار اور جامعیت کا پہلو نمایاں ہے۔سرائیکی خطے کے معروف دانشور، شاعر، محقق شبیر حسن اختر لکھتے ہیں۔'' تاریخ کی اصل حقیقت کیا ہے کیا نہیں؟ اس سوال کا جواب تاریخ کے سائنسی تجزیئے کے بغیر نہیں ملے گا۔کیونکہ ہماری تاریخ یک طرفہ ہے جو کہ صرف اشرافیہ طبقے کی نمائندگی کرتی ہے۔قدیم عہد میں اول تو واقعات کو سن وار ترتیب دینے یعنی chronology کی کوئی روایت نہیں ملتی صرف ویدان۔ پران، اپنشدوں میں گرہیں موجود ہیں جو مکمل طور پر کھل نہیں سکیں''۔(۱)

قدیم وادی سندھ اور خطہ ملتان بیرونی حملہ آوروں اور اقوام کے زیر اثر رہا ہے جس کے نتیجے میں ان حملہ آوروں کے اثرات اس خطے کی زبان وادب اور ادب کی مختلف اصناف پر واضح نظر آتے ہیں۔سرائیکی زبان وادب کی تاریخ کے اس ابتدائی تحقیقی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب سرائیکی ادب کی تاریخ کا جزوی ابتدائیہ ہے۔اس تحقیقی جائزے میں حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح ہر خطے میں بسنے والی قوم، اس کی نسل، اُس کا جغرافیہ مختلف ہوتا ہے اسی طرح سے سرائیکی قوم ہر لحاظ سے دیگر اقوام سے مختلف اور منفرد تہذیب و ثقافت، ادب اور تاریخ کے تناظر میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کے اس تحقیقی جائزے کی یہ

خوبی بدرجہ اُتم ہے کہ اس میں سرائیکی ادبی تاریخ کے ابتدائی دینی ادب بارے بنیادی معلومات کو یکجا کیا گیا ہے۔سرائیکی ایک ایسی زبان ہے جو بیرونی تسلط کا شکار رہی۔اسے ترقی کیلئے فطری ماحول میسر نہ آسکا۔اس کے ادبی ورثے کے تاریخ میں کئی طرح کے موڑ آئے۔تاہم سرائیکی زبان وادب کو آگے بڑھنے کے مواقع بہت دیر بعد میسر آئے۔اس تناظر میں ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی یہ کتاب سرائیکی زبان وادب ایک تاریخ، ایک جائزہ سرائیکی ادبی تاریخ کے ضمن میں اہم پیشرفت ہے۔

''ادب کی تاریخ گو زبان کی تاریخ نہیں ہوتی، لیکن زبان کا تسلسل اور استعمال ادبی ارتقاء کی بنیادی کڑی بن جاتا ہے''۔(۲)

یہ بات بجا کہ ادب کی تاریخ زبان کی تاریخ نہیں ہوتی لیکن زبان کا تسلسل بنیادی جزو ہوتی ہے۔ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی نے اپنی تحقیق میں سرائیکی زبان، اس کے مختلف زمانوں میں مختلف نام، اس وجہ تسمیہ، سرائیکی زبان، اس آغاز وارتقاء، سرائیکی زبان میں تحریری ادب اوراس کے ابتدائی نمونہ جات، سرائیکی زبان کا تاریخی پس منظر، سرائیکی زبان کے اوصاف اور ادبی محاسن پر مختصر اور جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

سرائیکی ادب کی تاریخ کے ضمن میں بالخصوص سرائیکی دینی ادب کے بنیادی پہلو سے ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کا یہ تحقیقی تجزیہ، زمان ومکان کے تصور سے بنیادی جائزہ ہے۔اس ادبی تاریخ میں اگرچہ صنف وار، ادبی تحریک یا ادبی رجحانات کے تاریخی، تہذیبی، ثقافتی شعور بارے سوالات یا مباحث نہیں مگر تنقیدی شعور اور تحقیقی حوالہ مضبوط ہے۔معروف محقق ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں۔

''ادبی تاریخوں'' کے دو نمایاں پہلو ہیں تحقیقی اور تنقیدی۔ میں نے بطور خاص تحقیقی پہلو سے سروکار رکھا ہے''۔(۳) تحقیق اور تنقید، ادبی تاریخ کے دو اہم ستون ہیں۔ادبی مورخ کیلئے تحقیقی وتنقیدی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ محض ادبی تحقیق، ادبی تاریخ کو حالات، واقعات کے بیان کا تحقیق نامہ بنا دیتی ہے۔اس تناظر میں ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کی کتاب ''سرائیکی زبان وادب ایک تاریخ، ایک جائزہ، تحقیق وتنقید کا متوازن امتزاج رکھتی ہے۔

ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کی اس کتاب کو ادبی تاریخ نویسی کے اصولوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کے اس تحقیقی مقالے میں معاصر ادبی، مذہبی، سیاسی اور اقتصادی ماحول بارے مختصر جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں نمونے کے طور پر چند اقتباسات

**ادبی و مذہبی ماحول:۔**

(۱)

''۱۸۱۹ میں انجیل کا پہلا سرائیکی ترجمہ، کڑ کا رسم الخط میں ہوا۔اس رسم الخط میں انجیل کا سرائیکی ترجمہ عوام نے زیادہ پسند نہ کیا۔جس کیوجہ سے سیرام پور مشن نے اپنی ناکامی تسلیم کرتے ہوئے انجیل کے ترجمے کا کام ۱۸۲۰ء

میں بند کر دیا۔کیفی جام پوری کہتے ہیں مسلمانوں کی آمد سے پہلے سرائیکی زبان اوراس کے ادب کا کوئی نمونہ دستیاب نہیں۔اس میں کچھ شک نہیں کہ اس زمانے کے لوگوں کے ہاں یقیناً کوئی رسم الخط مروج ہوگا۔

مسلمانوں کے اولین زمانے میں کوئی تحریر محفوظ نہیں رہ سکی۔اگر اُس زمانے کا قدیم ادبی سرمایہ زمانے کی دست بُرد سے بچ بھی گیا تو اُس کا اکثر و بیشتر حصہ انگریز اپنے ساتھ لے گئے۔کہا جاتا ہے کہ لندن کی انڈیا آفس لائبریری اور ایفرایشن لائبریری میں سرائیکی ادب کی دو الماریاں بھری ہوئی ہیں۔ڈاکٹر مہر عبدالحق کے مطابق سرائیکی کی دو قدیم تحریروں میں ایک قصیدہ بردہ شریف کا منظوم سرائیکی ترجمہ اور دوسری کتاب ''حلیہ مبارک'' جو سرائیکی زبان میں ہے جس پر مصنف کا نام فقیر سعداللہ ولد مولوی عبداللہ ملتانی لکھا ہوا ہے۔قصیدہ بردہ شریف کا یہ ترجمہ سارے تراجم سے قدیم ہے لہذا اسے پاک و ہند کی زبانوں کا پہلا ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔ترجمے کی اس زبان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زبان کم از کم پانچ سو سال پہلے کی ہے۔حلیہ مبارک کی زبان نسبتاً آسان ہے جو قصیدہ بُردہ شریف کے ترجمے سے ایک سو سال بعد کی زبان ہے۔بہت سارے حلیہ مبارک موجود ہیں مگر یہ سب سے قدیم ہے۔سعداللہ کی ایک تحریر پر ۱۲۲۹ہجری درج ہے۔عیسوی سن کے حوالے سے یہ ۱۸۱۴ء ہے۔میر حسان الحیدری نے سرائیکی زبان کی کہاوتوں (جو کہ ۲۰ ہزار کے لگ بھگ ہیں ضرب الامثال آٹھ ہزار سے کم نہیں) میں ''بولی'' اور ''ڈوہڑا'' کو سرائیکی زبان کے قدیم نمونے قرار دیا ہے۔مزید لکھتے ہیں سرائیکی زبان کے قدیم تحریری سرمائے کے بارے میں باوثوق ذرائع سے معلومات ملتی ہیں جن کا تعلق ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی سے ہے''۔(۴)

(۲)

''سرائیکی ادب کی تمام اصناف میں نمایاں کام ہوا ہے۔دینی ادب، شاعری، لسانیات، افسانہ، ڈرامہ، خاکہ، انشائیہ، تحقیق و سیاسی ادب، ادبی محافل، صحافت۔ان تمام شعبوں سے سرائیکی ادب مالا مال ہے نثر کے مقابلے میں شعر لکھنا، قابلیت اور علمیت کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔سرائیکی شعری ادب خاص طور پر مذہبی شاعری بہت قدیم ہے چھٹی صدی ہجری میں حضرت شاہ شمس سبزواری اور حضرت پیر صدرالدین کے کچھ اشعار ملے ہیں۔اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے اشلوک سکھ مذہب کی کتاب گرنتھ میں شامل ہونے کیوجہ سے محفوظ ہیں۔یہ اشلوک آٹھ سو سال پرانے ہیں۔سرائیکی مذہبی شاعری کی قدیم کتاب حضرت مُلا کا ''نورنامہ'' ہے۔اس کے اشعار کی تعداد ۱۵۰ ہے۔اس میں فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور رسول کریمؐ کی مدحت بیان کی گئی ہے۔قدامت کے لحاظ سے اسے شرف حاصل ہے۔یہ ۵۰۰ ہجری کی تصنیف ہے جیسا کہ شاعری کے شعر سے واضح ہے۔

پنج سے سال جو گذرے آہے ہجرت بعد رسولوں
مُلاں کیسے غریب و بیچارا، کم علماء واں کولوں

بعدازاں رسول کریمؐ کی معراج کے حوالے سے معراج نامے تصنیف ہوئے۔ یہ معراج نامے چھٹی صدی ہجری بمطابق بارھویں صدی عیسوی کی شاعری کا نادرنمونہ ہیں۔ بعد میں رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک کوبھی منظوم کیا گیا۔اس کے بعد تولدنامے، گھڑولی نامہ، طوطا نامہ، بارات نامے، وصال نامے اور جوگی نامے تصنیف ہوئے۔ یہ تمام اصناف، نعت شریف اور مولود شریف کے زمرے میں آتے ہیں۔

سرائیکی ادب کا دامن نعت شریف سے مالا مال ہے اور نعت موجودہ دور میں بھی ذوق وشوق سے لکھی جارہی ہے''۔**(۵)**

ادب کی تاریخ کسی بھی قوم کی اجتماعی تہذیب، مذہب (دینی ادب) سیاست، معاشرت، سماجیات، نفسیات مختلف پہلوؤں کا منظر نامہ، بیانیہ ہوتی ہے جس میں مختلف ادوار کے فکری، تاریخی اور دیگر عوامل کے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کی کتاب ''سرائیکی زبان وادب کی تاریخ'' بالخصوص سرائیکی زبان اُس کے ارتقاء اور دینی / مذہبی ادب کے شجرے کی جامع اور اختصار کی حامل خوبصورت تحقیقی کاوش ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں ہسٹریوگرافی کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ ''مستند یا معتبر مواد کو تلاش کر کے اس تفصیل کا انتخاب کیا جائے ۔۔۔ تفاصیل کی ترکیب کو بیان کرتے ہوئے بھی تنقیدی شعور سے کام لیا جائے۔**(۶)**

تاریخ ادب لکھنے کیلئے بنیادی دستاویزات، معتبر مواد، مستند حوالہ جات مآخذ کہلاتے ہیں۔ جو کہ بے حد احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں تا کہ تاریخ ادب میں حوالے اور سند کی اہمیت برقراررہے۔ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی نے'' سرائیکی زبان وادب کی تاریخ'' میں قدیم مخطوطات، گزیٹیئر و دیگر تذکروں کے بنیادی مآخذ کے طور پر استفادہ کیا ہے۔ اوران کا اندراج حوالہ جات کے طور پر شامل کیا ہے جس سے انکے اس مقالے کی وسعت میں اضافہ ہوا ہے۔

## سیاسی اوراقتصادی ماحول:

اس تناظر میں ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی نے اپنی کتاب میں علیحدہ سے کوئی عنوان یا باب تحریر نہیں کیا کہ جس سے سیاسی اور اقتصادی ماحول بارے معلومات مل سکیں۔

ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی کی کتاب ''سرائیکی زبان وادب'' ایک تاریخ، ایک جائزہ بارے دیباچے میں سرائیکی ادب کے مورخ ومحقق ظہور احمد دھریجہ لکھتے ہیں۔

> '' سرائیکی زبان وادب: ایک تاریخ، ایک جائزہ'' پروفیسر مقبول حسن گیلانی کی یہ کتاب ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا پہلا باب ہے۔اس مقالے کیلئے موصوف نے کئی سال محنت کی۔ وہ مبارک باد کے مستحق ہیں کیوں کہ انہوں نے ایک اہم موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے''۔**(۷)**

ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی نے ''سرائیکی زبان وادب، ایک تاریخ، ایک جائزہ'' اُردو زبان میں لکھی ہے جس کے دو ایڈیشن اول (دسمبر ۲۰۱۱ء) اور دوم (۲۰۱۳ء) چھپ چکے ہیں۔اس کتاب کی قیمت انتہائی مناسب یعنی 250/- روپے ہے۔کتاب کے کل صفحات کی تعداد ۱۴۴ ہے کتاب کے آخر میں حوالہ جاتی کتب کی فہرست درج کی گئی ہے۔ جہاں سے تحقیق کی بنیاد پر استفادہ کیا ہے۔ یہ کتاب سرائیکی زبان وادب کے ایم اے، ایم فل، اور پی۔ایچ۔ڈی ریسرچ اسکالرز کیلئے اور شائقین سرائیکی ادب کیلئے یکساں مفید ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ شبیر حسن اختر ''سرائیکی ایپک: ملوھیا سدا سہاگن'' سرائیکی ریسرچ سنٹر، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، اشاعت ۲۰۰۴ء، ص ۳۱

۲۔ احتشام حسین، مضمون: ''ادبی تاریخ''، مشمولہ، ادبی تاریخ نویسی، مرتبین: ڈاکٹر سید عامر سہیل، نسیم عباس احمر، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، اشاعت ۲۰۱۰ء، ص ۱۵

۳۔ گیان چند، ڈاکٹر ''اردو کی ادبی تاریخیں''، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، اشاعت ۲۰۰۰ء، ص ۸۹۳

۴۔ مقبول حسن گیلانی، ڈاکٹر ''سرائیکی زبان وادب: ایک تاریخ، ایک جائزہ''، جھوک پبلشرز ملتان، اشاعت ۲۰۱۱ء، ص ۵۸

۵۔ مقبول حسن گیلانی، ڈاکٹر ''سرائیکی زبان وادب: ایک تاریخ، ایک جائزہ''، ص 59

6. The New Encylopaedia Britannica, University of Chicago, Ed.15, 1987, P.949

۷۔ مقبول حسن گیلانی، ڈاکٹر ''سرائیکی زبان وادب: ایک تاریخ، ایک جائزہ''، دیباچہ از ظہور احمد دھریجہ، ص ۴